WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۂ نوح

نام : اس سورت کا نام نوح ہے۔ کیونکہ اس میں نوح علیہ السلام کی مساعی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی آیات کی تعداد ۲۸ ہے۔ یہ دو سو چوبیں کلمات اور نو سو ننانوے حروف پر مشتمل ہے۔

زمانۂ نزول : یہ بھی ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم کو تباہ کرنے سے پہلے اس کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے کوئی نذیر بھیجا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ یوں ہی بے خبری میں کسی کو ہلاک نہیں کر دیا جاتا۔

نوح علیہ السلام کی دعوت کے تین ستون ہیں۔ ۱۔ اللہ وحدہ کی عبادت۔ ۲۔ تقویٰ اور پرہیزگاری۔ ۳۔ اپنے نبی کی اطاعت۔ انہی اصولوں پر تمام اقوام عالم کی فلاحِ دارین کا انحصار ہے۔

نوح علیہ السلام نے جس خوبصورتی سے اپنے فرائضِ نبوت کو ادا کیا اس کی تفصیلات آپ آیات ۵ تا ۲۰ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ آپ نے صرف آخرت کی نجات کا راستہ ہی اپنی قوم کو نہیں دکھایا بلکہ ان سے وعدہ کیا کہ اگر تم میری دعوت کو قبول کرو گے تو تم دنیا میں بھی خوشحال ہو جاؤ گے۔ تمہارے بنجر میدانوں میں باغات لہلہانے لگیں گے تمہارے خشک گھاٹوں میں نہریں رواں ہو جائیں گی، تمہیں اولادِ نرینہ بکثرت دی جائے گی۔ بروقت بارشیں ہوا کریں گی۔ قحط اور خشک سالی کا جو خوف ہر وقت تمہارے اعصاب پر سوار رہتا ہے اس سے نجات مل جائے گی۔

پھر آپ نے اپنی قوم کے رئیسوں کی عیاریوں کا ذکر کیا کہ وہ خود بھی اس دین کو قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ تو ظاہر ہے کہ اس دین کی تعلیمات ان کے مفاد سے ٹکراتی تھیں، وہ کیسے زکوٰۃ دیں عیش و نشاط سے وہ کیسے دستکش ہو جائیں میخواری اور رقص و سرود کو کس طرح درہم برہم کر دیں لیکن وہ غریبوں اور عوام کو بھی نوح علیہ السلام کے نزدیک نہیں آنے دیتے تھے اور اس کے لیے بڑی بڑی عیاریاں اور مکر کرتے تھے۔ ان کے خیر اندیش اور ناصح مشفق بن کر انہیں نصیحتیں کرتے کہ اے عوام! اے طاقت و قوت کے حقیقی سرچشمو! اے ملک کے اصل حکمرانو! اس نوح سے بچنا، اس کے دام میں نہ آنا یہ تمہیں تمہارے دیوتاؤں سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ خبردار ایسا ہرگز نہ کرنا ہم صرف تمہاری خیر خواہی کے لیے تمہیں مشورہ دے رہے ہیں۔ یہ ڈرامہ ہر زمانے میں کھیلا جاتا رہا ہے۔ اور جنہوں نے پھنسنا ہوا وہ پھنستے رہتے ہیں۔

نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک شب و روز جلوت و خلوت میں ان کو دعوتِ حق دیتے رہے۔ یہ حوصلہ اور

اتنا صبر پیغمبر ہی کو نصیب ہوتا ہے لیکن جب ان پر کوئی اثر نہ ہوا، تو آپ نے بددعا کی کہ الٰہی! ان سب کو غرق کردے اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ رہنے دے۔

آخر میں اپنے لیے اور اپنوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور سب کی بخشش کے لیے دامن پھیلاتے ہیں۔

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورہ نوح مکی ہے۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس میں ۲۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ

بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف ۱؎ (اور فرمایا اے نوح!) بروقت خبردار کرو اپنی قوم کو اس سے

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢﴾

پہلے کہ نازل ہو جائے ان پر عذاب الیم۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں تمہیں صریح طور پر ڈرانے والا ہوں ۲؎

۱؎ تورات کی کتاب پیدائش باب پانچ آیات ۳ تا ۲۹ میں حضرت نوح علیہ السلام کے احوال درج ہیں، اس میں آپ کا یہ نسب نامہ درج ہے:

نوح بن لمک بن متوسلح بن حنوک بن یارد بن محللئیل بن قینان بن انوس بن سیت بن آدم۔

اس طرح بھی آپ حضرت آدم سے دسویں پشت میں ہیں۔ علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے بھی حضرت نوح کو دسویں پشت ہی میں شمار کیا ہے اور آپ کے آباء کے ناموں میں برائے نام فرق ہے۔ نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ وھو ادریس بن یرد بن مھلائیل بن انوش بن قینان بن شیث بن آدم علیہم السلام۔ قال وھب کلھم مؤمنون۔ وہب کہتے ہیں کہ یہ تمام کے تمام مومن تھے۔

فتنہ و فساد کی ابتدا تو حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں ہو چکی تھی حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں نفاق پھیل گیا، لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے حضرت نوح کے عہد تک تو شرک و کفر، ظلم و ستم اور بدکاریوں کی انتہا ہو گئی۔ دل اتنے سخت ہو گئے مزاج اتنے بگڑ گئے، عقلیں اتنی مسخ ہو گئیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دس پچاس سال نہیں، ساڑھے نو سو سال تک انہیں صبح و شام سمجھایا، خلوتوں اور جلوتوں میں انہیں دعوتِ حق دی لیکن گنتی کے چند آدمیوں کے سوا کسی نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا بلکہ ان کا عناد اور بڑھ گیا۔

حضرت نوح، آپ کی تبلیغی مساعی، قوم کی معاندانہ روش کا ذکر آپ پہلے بھی کئی مقامات پر پڑھ آئے ہیں۔ یہ ساری سورت آپ کے حالات پر مشتمل ہے۔ غور فرمائیے جب طبیعتیں بگڑ جاتی ہیں تو اصلاح کی کوششیں کیسے ناکام ہوتی ہیں۔ پہلی آیت میں نوح علیہ السلام کو ان کے فریضۂ نبوت سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ آپ اٹھیے اور اپنی قوم کے پاس تشریف لے جائیے اور انہیں بتائیے کہ ان کی پیہم بدکاریوں اور کفر و شرک کے باعث وہ عذابِ الٰہی کے سزاوار ہو گئے ہیں لیکن ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ اب بھی اگر وہ آنکھیں کھول لیں اور اپنی غلط روش سے باز آ جائیں تو ان کی بخشش کی امید کی جا سکتی ہے۔

۲؎ میں تمہیں عام فہم الفاظ میں اور کھلے کھلے انداز میں ڈرانے والا بن کر آیا ہوں تاکہ تم باز آ جاؤ اور توبہ کرو۔

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ

کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرو اور میری پیروی کرو ۳؎ وہ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ ۴؎

وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ

اور مہلت دے گا تمہیں ایک مقررہ میعاد تک ۔ بلاشبہ اللہ کا مقررہ وقت جب آجاتا ہے تو اسے موخر نہیں کیا جاسکتا ۵؎

لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ﴿٥﴾

کاش! تم (حقیقت کو) جان لیتے ۶؎ نوح نے عرض کی اے میرے رب! میں نے دعوت دی اپنی قوم کو رات کے وقت اور دن کے وقت ۷؎

۳؎ میری دعوت کے تین بنیادی اصول ہیں۔ (۱) کفر و شرک چھوڑ دو۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو۔ اس سے تمہارے عقائد درست ہوجائیں گے۔ توہمات اور وسوسوں سے تمہاری عقلیں آزاد ہوجائیں گی اور جب نورِ توحید چمکے گا تو تمہارا سینہ وادیٔ ایمن بن جائے گا۔ (۲) میری دعوت کا دوسرا اصول یہ ہے کہ تم تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ۔ جب تم متقی اور پارسا بن جاؤ گے تو فسق و فجور کی عفونتوں سے تمہارا دامن پاک ہوجائے گا۔ ظلم و ستم، لوٹ کھسوٹ، جھوٹ اور غیبت، خود غرضی اور حرص کا تمہارے معاشرے میں نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ خود سوچو اس طرح تمہارے معاشرے میں کتنی خوش آئند تبدیلی رونما ہوگی۔ (۳) میری دعوت کا تیسرا اصول یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو۔ تمہارے رب نے مجھے مرشد و رہنما کر کے مبعوث فرمایا ہے۔ میں تمہیں سیدھی راہ پر لے چلوں گا اور منزلِ مراد تک پہنچا دوں گا۔ جب تم مجھے اپنا رہنما اور پیشوا تسلیم کرلو گے تو تم میں انتشار اور طوائف الملوکی کے بجائے قومی اتحاد پیدا ہوجائے گا۔ تم ایک منظم اور متحد ملت کی طرح قوت و شوکت کے ساتھ زندگی بسر کر سکو گے۔

۴؎ میری دعوت کو قبول کرنے کا پہلا مبارک نتیجہ تو یہ نکلے گا کہ تمہارے سابقہ سارے گناہ بخش دیے جائیں گے اور ان گناہوں کے باعث جو عذاب عنقریب تم پر نازل ہوا چاہتا تھا وہ ٹل جائے گا اور تمہاری مہلت کو لمبا کر دیا جائے گا۔

۵؎ جب کوئی قوم اپنے نبی کی دعوت کو ٹھکرا دیتی ہے اور اسے غور و فکر کرنے کے لیے جو مہلت دی گئی ہو وہ ختم ہوجاتی ہے اور مشیتِ ایزدی اس قوم کو تباہ و برباد کر دینے کا قطعی فیصلہ کر دیتی ہے تو پھر کوئی طاقت اس فیصلے کو موخر نہیں کر سکتی۔

۶؎ اگر یہ حقیقت تم پر آشکارا ہوجائے تو تم مہلت کے ان قیمتی لمحوں کو ضائع نہ کرو بلکہ فوراً توبہ کرو۔

۷؎ نوح علیہ السلام منصبِ رسالت پر فائز ہونے کے بعد اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہوگئے۔ آپ کو برا بھلا کہا جاتا، طعن و تشنیع کے تیر برسائے جاتے، افترا و بہتان کے طوفان اٹھائے جاتے حتیٰ کہ آپ کو مار مار کر لہولہان کر دیا جاتا۔ آپ پہروں بے ہوش پڑے رہتے۔ آپ کو کسی مکان میں بند کر دیا جاتا لیکن اس جور و جفا کے باوجود یہ پیکرِ اخلاص و وفا ان ناہنجاروں کی اصلاح میں لگا رہا۔ بارگاہِ الٰہی میں ان کے لیے دعائیں مانگتا رہا۔ آپ ان کو شب و روز تبلیغ بھی کرتے۔ عام اجتماعوں میں بلند آواز سے انہیں وعظ فرماتے۔ جب وہ اپنی خلوت گاہوں میں بیٹھے ہوتے آپ وہاں جاکر رازدارانہ طور پر اور چپکے چپکے ان کو گمراہیاں چھوڑنے کی تلقین کرتے۔ یہ سلسلہ جاری رہا۔ ماہ و سال نہیں، نو صدیاں بیت

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝٦ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

تو میری دعوت کے باعث ان کے فرار (ونفرت) میں ہی اضافہ ہوا۔ اور جب بھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو ان کو بخش دے

جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا

(تو ہر بار) انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں ؎ اور اپنے اوپر لپیٹ لیے اپنے کپڑے اور اڑ گئے (کفر پر)

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ اِنِّيْٓ

اور پرلے درجے کے مستکبر بن گئے۔ پھر (بھی) میں نے ان کو بلند آواز سے دعوت دی۔ پھر انہیں

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝٩ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

کھلے بندوں بھی سمجھایا اور چپکے چپکے بھی انہیں (تلقین) کی۔ پس میں نے کہا (ابھی وقت ہے) معافی مانگو اپنے رب سے

اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝١١ وَّيُمْدِدْكُمْ

بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے ؎ وہ برسائے گا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش، اور مدد فرمائے گا تمہاری

گئیں ان میں حق پذیری کے آثار نمایاں نہ ہوئے بلکہ ان کی ہٹ اور تعصب میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا گیا۔ جب آپ کو ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہی تو آپ نے اپنے پروردگار کے حضور میں اپنی روداد الم بیان کرنی شروع کر دی۔ عرض کرتے ہیں الٰہی! ان کو سمجھانے میں میں نے دن رات ایک کر دیا کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی لیکن جتنا میں ان کو حق کی طرف کھینچتا ہوں اتنا ہی وہ اس سے دور بھاگتے ہیں اور ان کی نفرت میں اضافہ ہوتا ہے۔

؎ جب بھی میں ان کو وعظ کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہوں یہ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس دیتے ہیں تاکہ میری آواز ہی انہیں سنائی نہ دے اور اپنے آپ کو اپنے کپڑوں سے ڈھانپ لیتے ہیں تاکہ میری شکل ہی نہ دیکھ سکیں یا منہ پر چادر ڈال کر گزر جاتے ہیں تاکہ میں نہ ان کو پہچانوں اور نہ ان کو تلقین کروں۔ الٰہی! یہ کفر پر جم کر رہ گئے ہیں۔ انہوں نے بارہا مجھے کھلے لفظوں میں کہا اے نوح! تم خواہ مخواہ اپنا دماغ کھپا رہے ہو، تم لاکھ دلائل پیش کرو، ہم کفر کو نہیں چھوڑیں گے۔

ان کا رویہ اپنے رسول کے ساتھ از حد متکبرانہ تھا۔ وہ کہتے ہم آپ کو اپنا پیشوا کیسے تسلیم کر لیں۔ کمین اور رذیل قسم کے لوگ آپ کے مرید ہیں۔ کسی قابل شخصیت نے، کسی رئیس قریہ نے، کسی ملک التجار نے تو آپ کو آج تک نبی تسلیم نہیں کیا۔ ان کنگلوں کے پاس بیٹھنا بھی ہماری توہین ہے۔ اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ۔ (الشعراء: ۱۱۱)

؎ میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ اگر تم سچے دل سے توبہ کر لو گے تو صرف تمہاری آخرت ہی نہیں سنورے گی بلکہ دنیا بھی سنور جائے گی۔

بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝۱۲

اموال اور فرزندوں سے ۱۰ اور بنائے گا تمہارے لیے باغات اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں ۔

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝۱۳ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝۱۴ اَلَمْ

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم پروا نہیں کرتے اللہ کی عظمت وجلال کی ۱۱ حالانکہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا ہے ۱۲ کیا تم نے

بروقت بارشیں برسیں گی، قحط سالی کا تمہیں کوئی اندیشہ نہ رہے گا۔ ڈول نکالنے، رہٹ چلانے، نہریں کھودنے پھر نالوں میں آبپاشی کرنے کی زحمت سے بھی نجات مل جائیگی

۱۰ صرف اتنا ہی نہیں کہ تم پر وافر بارشیں ہی کی جائیں گی تمہیں خوبصورت، تندرست، توانا اور شکیل فرزند بھی دیے جائیں گے، مال و دولت میں بھی بڑا اضافہ ہو جائے گا۔ یہ بنجر زمین، یہ چٹیل میدان جو حد نگاہ تک پھیلے ہوئے ہیں یہاں سرسبز و شاداب باغات لہلہانے لگیں گے۔ ان خشک ریگزاروں میں نہریں بہنے لگیں گی۔ بتاؤ تمہیں اور کیا چاہیے۔

سورۂ مائدہ کی آیت ۶۶، اعراف کی آیت ۹۶، سورۂ ہود کی آیت ۵۲ اور آیت ۵۳ اسی مضمون کی تائید کرتی ہیں کہ جو قوم اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار بن جاتی ہے اور اپنے گناہوں پر نادم ہو کر استغفار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مالی حالت بھی بہتر بنا دیتا ہے۔ امام شعبی سے منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ استسقاء کے لیے نکلے اور صرف استغفار کی اور واپس چلے آئے اور فوراً بارش برسنے لگی۔ صحابہؓ نے کہا کہ آپ نے نماز استسقاء تو نہیں پڑھی پھر یہ بارش کیسے آگئی۔ آپ نے جواب دیا۔ لَقَدْ طَلَبْتُ الْمَطَرَ بِمَجَادِيْحِ السَّمَآءِ الَّتِيْ يُسْتَنْزَلُ بِهَا الْمَطَرُ ثُمَّ قَرَأَ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ۔ میں نے بارش آسمان کے اس ستارے کے طفیل طلب کی ہے جس کے باعث بارش اترتی ہے۔ پھر یہ آیتیں پڑھیں۔ معلوم ہوا کہ استغفار بھی نزول بارش کا ذریعہ ہے۔

ابن صبیح کہتے ہیں کہ امام حسن بصری کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے قحط سالی کی شکایت کی۔ آپ نے اسے فرمایا استغفر اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔ ایک اور آدمی آیا اس نے فاقہ کی شکایت کی اس کو بھی یہی جواب دیا۔ پھر آدمی آیا اس نے اولاد نرینہ کے لیے درخواست کی۔ اس کو بھی یہی جواب دیا۔ ایک اور آدمی آیا اس نے عرض کیا میرا باغ خشک ہو گیا پھل نہیں دیتا اسے بھی یہی جواب دیا۔ ہم نے کہا کہ مختلف لوگوں نے مختلف درخواستیں پیش کیں اور آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا۔ حسن بصری نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں فرمایا ہے استغفروا ربکم انه كان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انهارا۔ (قرطبی)

۱۱ جب اس بات کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا تو آپ انہیں سرزنش فرمانے لگے کہ بڑے افسوس کی بات ہے اگر کوئی معمولی آدمی تمہارے پاس آتا ہے تم اٹھ کر اسے سلام کرتے ہو، اگر کسی علاقے کا کوئی سردار آجائے تو اس کا تم احترام کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ہی ایک ایسی ذات ہے جس کا تمہیں کوئی لحاظ نہیں جس کی تمہیں کوئی پروا نہیں جس کی گرفت کا تمہیں کوئی خوف نہیں۔ مجاہد اور ضحاک نے آیت کا یہی مفہوم بتایا ہے۔ مالکم لا تبالون لله عظمة۔ یعنی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی کی تم پروا نہیں کرتے۔ قطرب کہتے ہیں کہ حجازی لغت میں اس کا یہی معنی ہے۔ ہذیل، خزاعہ اور مُضر یقولون لَمْ اَرْجُ: لَمْ اُبَالِ۔ (قرطبی)، وَقَار: عظمت۔

۱۲ اطوار کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں کئی مرحلوں سے گزارا اور پھر اس شکل و صورت میں آراستہ کر کے پیدا فرمایا۔ قال ابن عباس،

تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝١٥ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسے پیدا کیا ہے سات آسمانوں کو تہ بہ تہ ۱۳ اور بنایا ہے چاند کو

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝١٦ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ

ان میں روشنی اور بنایا ہے سورج کو درخشاں چراغ ۔ اور اللہ نے تم کو زمین سے

الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝١٧ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝١٨ وَاللّٰهُ

عجب طرح اگایا ہے ۱۴ پھر لوٹا دے گا تمہیں اس میں اور (اسی سے) تمہیں (دوبارہ) نکالے گا ۔ اور اللہ نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝١٩ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝٢٠

ہی زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا ہے تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو ۱۵

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ

نوح نے عرض کی اے میرے پروردگار! انہوں نے میری نافرمانی کی ۱۶ اور اس کی پیروی کرتے رہے جس کو نہ بڑھایا اس کے مال اور

اطوارا ای نطفۃ ثم علقۃ ثم مضغۃ ای طورا بعد طور الی اتمام الخلق۔ اور بعض نے اس کا یہ مفہوم بتایا ہے کہ پہلے تم بچے تھے پھر جوان ہوئے پھر بڑھاپا آیا پھر یہ قوت ہن کر کمزور ہو گئے۔ وقیل اطوارا صبیانا ثم شبانا ثم شیوخا وضعفاء۔ اطوارا کا ایک تیسرا معنی بھی بتایا گیا ہے۔ مختلف انواع و اقسام کوئی تندرست کوئی بیمار کوئی بینا کوئی نابینا کوئی غنی کوئی فقیر۔ (قرطبی) وقیل اطوارا ای انواعا صحیحا وسقیما وبصیرا وضریرا وغنیا وفقیرا۔ (قرطبی)

۱۳ انسانی زندگی کے مختلف مراحل میں اس کی قدرت، حکمت اور رحمت کے جو آثار جلوہ نما ہوتے ہیں ان کے ذکر کے بعد بلندیوں کی طرف متوجہ کیا۔ فرمایا تہ بہ تہ سات آسمانوں کو دیکھو، نور برسانے والے چاند کو دیکھو، نیر اعظم آفتاب عالمتاب کو دیکھو۔ کیا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے لیے اس کے بعد بھی تمہیں کسی دلیل کی ضرورت ہے۔

۱۴ انسان کی تخلیق، موت اور بعثت کی طرف متوجہ کیا۔

۱۵ اللہ تعالیٰ کے ایک اور احسان کا ذکر فرمایا کہ رب کریم نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا ہے اور اس میں بڑے کشادہ راستے بنا دیے ہیں جن پر چل کر تم بآرام منزل تک پہنچ سکتے ہو۔ سُبُل، سبیل کی جمع ہے اور فجاج، فج کی۔ الطریق الواسعۃ وقیل الفج: المسلک بین الجبلین۔ یعنی اس کا معنی کشادہ راستہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیانی راستہ کو فج کہتے ہیں۔

۱۶ الٰہی! مجھے تو نے ان کا رسول اور ہادی بنا کر بھیجا تھا۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ کسی پس و پیش کے بغیر میری اطاعت کرتے اور دنیا

وَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ

اولاد نے بجز خسارہ کے۔ اور انہوں نے بڑے بڑے مکر و فریب کیے ۳۳ اور رئیسوں نے کہا اے لوگو! (نوح کے کہنے پر)

اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَ

ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ۳۴ اور (خاص طور پر) ودّ اور سواع کو مت چھوڑنا اور نہ یغوث اور یعوق اور

اور آخرت کی سعادتوں سے اپنا دامن بھرتے، لیکن انہوں نے میری تو ایک بھی نہ سنی، نافرمانی کی اور ایسے بدبخت اور بدکار رئیسوں کو اپنا پیشوا بنا لیا جو مال اور اولاد کی کثرت کے باعث تجھ سے دُور ہو چکے تھے اور رات دن عیش و عشرت میں بسر کرتے اور اپنے گھاٹے کو دن بدن بڑھاتے چلے جاتے تھے۔

۳۳ یہ رئیس لوگ خود ہی گمراہ اور بدکار نہ تھے بلکہ وہ اس کوشش میں لگے رہتے کہ عوام بھی حضرت نوح سے برگشتہ رہیں اور ان کے دین کو قبول نہ کریں۔ انہیں یہ فکر دامنگیر تھا کہ اگر عوام نے حضرت نوح کے دین کو قبول کر لیا تو ان کی چودھراہٹ ختم ہو جائے گی۔ ان کمزوروں اور ضعیفوں کا اگر شعور بیدار ہو گیا اور خدا کے ساتھ ان کا رابطہ قائم ہو گیا تو وہ ان کی غلامی کا طوق اتار کر دُور پھینک دیں گے۔ اس خطرہ کے سدّباب کے لیے وہ ہر قسم کے مکر و فریب سے کام لیتے۔ ایسی ایسی چالیں چلتے کہ بھلے چنگے سمجھدار لوگ بھی پھنس جاتے۔ کبھی کہتے نوح ہماری طرح ہی ایک بشر ہے، اس پر کیسے وحی نازل ہو گی (الاعراف: ۶۳) کبھی کہتے اس کے مرید رذیل قسم کے لوگ ہیں کوئی کام کا آدمی تو ان کے ہاں نظر نہیں آتا۔ کیا قوم کے بڑے بڑے رئیس، تاجر اور چودھری سب احمق ہیں اور یہی لوگ ہی اتنے سیانے واقع ہوئے ہیں کہ انہوں نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ (ہود: ۲۷) کبھی کہتے اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو نبی بنانا ہوتا تو کسی معصوم فرشتے کو بناتا۔ (المومنون: ۲۴) کبھی کہتے کہ نوح نے نبوت کا دعویٰ محض اپنی ریاست قائم کرنے کے لیے اور تمہارا لیڈر بننے کے لیے کیا۔ (المومنون: ۲۴) یہ اور اس قسم کی کئی بے سروپا باتیں وہ بڑے جوش و خروش سے کیا کرتے اور اکثر لوگ ان کے اس دام فریب میں پھنس جاتے۔ کُبَّار، کُبَار اور کبیر ہم معنی ہیں۔ وقیل کُبَّار للمبالغة۔ (قرطبی)

۳۴ بڑے ناصح مشفق بن کر انہیں نصیحت کرتے کہ نوح کی باتوں سے متاثر ہو کر اپنے معبودوں کو نہ چھوڑ بیٹھنا۔ خصوصاً جو بڑے پانچ بت ہیں ان کی خدائی پر پختہ یقین رکھنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔

۳۵ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ نوح علیہ السلام کے عہد کے یہ پانچ بڑے دیوتا تھے جن کی پرستش بڑی دھوم دھام سے کی جاتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے صدیوں اپنی قوم کو سمجھایا کہ یہ بے جان بت کیونکر خدا بن سکتے ہیں، لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ اس کا تفصیلی ذکر آپ پہلے بھی کئی مقامات پر پڑھ چکے ہیں اور اس سورت میں بھی پڑھ رہے ہیں۔

یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ ان بتوں کی حقیقت کیا تھی۔ عقلِ انسانی نے کیوں انہیں معبود یقین کر لیا۔ صنم پرستی کا رواج اہلِ تحقیق کے نزدیک دو طریقوں سے ہوا۔ پہلا طریقہ صابئین نے اختیار کیا۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اجرام سماوی ستارے، چاند، سورج بھی جاندار اور ذی روح ہیں

ان کا تعلق اس عالم دنیا سے بھی ہے اور اسی تعلق کی بنا پر یہاں سارے تغیرات 'ولادت' موت' صحت' بیماری' فتح' شکست' عزت' ذلت وغیرہ ظہور پذیر ہوتے ہیں جب ان کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ ہو گیا تو وہ ان کی عبادت کی طرف راغب ہوئے لیکن یہ اجرام ان کی رسائی سے بالا تھے' ان میں سے بیشتر ان کی آنکھوں سے اوجھل تھے' انہوں نے ان کے ناموں پر بت بنا کر سامنے رکھ لیے تاکہ ان کے ذکر و تصور کی وہاں تک رسائی ہو سکے' چنانچہ اس طرح بت معرض وجود میں آئے اور پھر ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ مذاہب باطلہ میں سے سب سے قدیم مذہب انہی صابئین کا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ پانچ بت جن کی پرستش حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں ہوتی تھی' بعض ستاروں کے نام ہوں اور ان کے ناموں پر یہ اصنام تراشے گئے ہوں۔ نسر تو دو ستاروں کا نام ہے۔ ایک کو نسر الواقع اور دوسرے کو النسر الطائر کہتے ہیں' اشوریین جو نوح علیہ السلام کے بعد آئے ان کے ایک معبود کا نام نسروخ یعنی نسر عظیم تھا۔ اس کا ایک ہیکل ان کے دارالحکومت نینوا میں بھی تھا جس کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔

اصنام پرستی کی دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ جب ان میں بعض ایسے لوگ پائے جاتے جو کہانت' شجاعت' قوت' علم یا اخلاق حسنہ میں عام لوگوں کی سطح سے بہت اونچے تھے تو عوام اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے کہ ان میں روح الٰہی نفوذ کیے ہوئے ہے اس لیے ان سے یہ مافوق البشر اعمال صادر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے مرنے کے بعد ان کے مجسمے تراش لیتے اور ان کی عبادت کرنے لگتے۔

کتب تفسیر میں ایسی روایات بھی مذکور ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے۔ ود' سواع وغیرہ بہت پارسا اور عبادت گزار۔ جب یہ انتقال کر گئے تو لوگوں پر ان کی جدائی بڑی شاق گزری۔ انہیں ان کی موت کا از حد صدمہ پہنچا' کیونکہ یہ لوگ انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نیکی کی دعوت دیتے تھے' خود بھی سراپا نیکی و طہارت تھے۔ ان کے نورانی چہروں کو دیکھ کر اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر انہیں خدا کی یاد آتی تھی' چنانچہ کسی کے مشورے سے' بعض نے لکھا ہے کہ مشورہ دینے والا ابلیس تھا اور انسانی شکل میں ان کے پاس آیا تھا' انہوں نے ان کی تصویریں بنا لیں تاکہ ان کی شبیہوں کو دیکھ کر دلوں کو سکون ملے اور اللہ تعالیٰ کی یاد کا جذبہ کمزور نہ ہونے پائے۔ کئی نسلیں تو اسی حالت پر گزریں لیکن جب کافی عرصہ گزر گیا تو بعد میں آنے والی نسلوں نے رفتہ رفتہ اصل مقصد کو بھلا دیا اور شیاطین جن و انس کے اغوا کرنے پر انہیں اپنا معبود سمجھ لیا اور ان کی عبادت شروع کر دی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا لیکن وہ باز نہ آئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا غضب' طوفان کی صورت میں نمودار ہوا اور انہیں اور ان کے بتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گیا۔

اس طوفان سے صرف وہی لوگ بچے جو آپ کے سفینہ میں سوار تھے اور جو توحید پر کامل ایمان رکھتے تھے۔ جب پھر کافی عرصہ گزر گیا تو سابقہ گمراہیاں دوبارہ عود کرنے لگیں' حتیٰ کہ بت پرستی کی رسم بد بھی شروع ہو گئی۔ بعد میں آنے والی نسلوں نے اپنے آباء و اجداد سے یہ تو سن رکھا تھا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بت دیوتا تھے جن کے یہ نام تھے۔ ان لوگوں نے اپنے جذبۂ مذاہب پرستی کی تسکین کے لیے نئے بت تراشے اور انہیں ان پہلے دیوتاؤں کے ناموں سے موسوم کر دیا۔

عرب میں سب سے پہلے بت پرستی کا آغاز کرنے والا عمرو بن لحی بن قمعہ تھا۔ یہ ان لوگوں سے متاثر ہوا۔ اس نے تین صد چالیس سال کی طویل عمر پائی۔ کعبہ کی تولیت پانچ سو سال تک اس کے اور اس کی اولاد کے پاس رہی اور اس نے بت پرستی کو رواج دینے میں اپنی پوری کوششیں صرف کر دیں۔ کعبۃ اللہ جس کو حضرت خلیل علیہ السلام نے اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے لیے تعمیر کیا تھا اسی بدبخت

نَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ﴿۲۴﴾

نسر کو۔ اور انہوں نے گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو۔ (الٰہی!) تو بھی ان کی گمراہی میں اضافہ کر دے ۱۹

مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ

اپنی خطاؤں کے باعث انہیں غرق کر دیا گیا ۲۰ پھر انہیں آگ میں ڈال دیا گیا ۲۱ پھر انہوں نے نہ پایا اپنے لیے

کے زمانے میں بت خانہ بنا عرب کے مختلف قبائل کے پاس جو بت تھے ان میں بھی جن بتوں کو بڑی شہرت اور ناموری حاصل تھی وہ پانچ بت ہی تھے جن کے نام وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔

چنانچہ بنی کلب کے بت کا نام وَدّ تھا جس کا مندر دومۃ الجندل میں تھا قریش کا بھی ایک بت تھا جس کو وہ وُدّ کہا کرتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی بنی کلب والا بت ہو اور یہ اس کا تلفظ وُدّ، واؤ مضموم سے کرتے ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ ان کا نیا بت ہو اور اس کے مقابلے کے لیے انہوں نے بنایا ہو۔

سواع: یہ بھی ایک بت کا نام تھا جو پہلے ہُذیل کے پاس تھا اور وہاں سے منتقل ہو کر قبیلہ ہمدان کے پاس آیا۔ وہ رہاط کے مقام پر نصب تھا۔ لوگ دور دراز سے اس کا حج کرنے آتے۔ یغوث، بنی مراد کا بت تھا۔ ان کے پاس سے پھر بنی غطیف کے پاس آیا۔ اس کا استھان مقامِ سبا میں تھا۔ یعوق بنی کنانہ کا بت تھا اور نسر حمیر کے قبیلہ کی ایک شاخ آل ذی الکلاع کا معبود تھا۔ ان کے بارے میں یہ بھی تصریح ہے کہ ان سب کی شکلیں انسانی نہ تھیں بلکہ مختلف تھیں۔ وَدّ کا بت تو ایک ہیکل مرد کی شکل کا تھا۔ سواع ایک عورت کا مجسمہ تھا۔ یغوث کی شکل شیر کی تھی یعوق گھوڑے کا ہمشکل تھا اور نسر عقاب کی صورت پر تھا اور سب مختلف دھاتوں کے بنے ہوئے تھے۔

علم الاصنام (اصنام ہی کی طرح) خرافات کا پلندہ ہے۔ توہمات و تخیلات کا مجموعہ۔ جتنا اس کو سمجھنے کی کوشش کرو اتنا ہی یہ الجھتا چلا جاتا ہے۔ قارئین کے ذوقِ تجسس کا پاس نہ ہوتا تو شاید یہ چند سطور بھی نہ لکھتا۔

۱۹ یہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کا تتمہ ہے۔ عرض کر رہے ہیں کہ الٰہی! ان گمراہ رئیسوں نے گمراہی کا طوفان برپا کر دیا اور سادہ لوح لوگوں کی اکثریت اس میں تنکوں کی طرح بہہ گئی ہے۔ الٰہی! ان ظالموں کی گمراہی میں اور اضافہ کر تاکہ یہ سخت سے سخت ترین عذاب کے مستحق قرار پائیں اور انہیں اپنی بدمعاشیوں، مکاریوں اور شرارتوں کی خوب خوب سزا ملے۔

۲۰ ان کی خطاؤں کے باعث ان کو غرق کر دیا گیا۔ اگرچہ ان کے گناہوں کی فہرست بڑی لمبی ہے لیکن سرِ فہرست شرک ہے۔ یہی ان کا وہ گناہ تھا جس کے باعث وہ دوسرے گناہوں کی دلدل میں دھنستے چلے گئے اور انبیاء و صالحین نے ان کو باہر نکالنے کی جس قدر مساعی کیں انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی سے انہیں ناکام بنا دیا۔

۲۱ اُدخلوا پر فا عاطفہ ہے۔ جہاں ترتیب اور تعقیب بتانا مقصود ہو یعنی یہ کام پہلے کام کے بعد ہوا اور اس کے بعد فوراً ہوا تو یہ فا استعمال ہوتی ہے۔ یعنی ان کے غرق ہونے کے بعد فادخلوا نارا کہ انہیں معاً آگ میں ڈال دیا گیا۔ اسی سے اہلِ سنت عذابِ قبر پر استدلال

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ

اللہ کے سوا کوئی مددگار ؎۲۲ اور نوح نے عرض کی اے میرے رب! نہ چھوڑ روئے زمین پر

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ

کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا ؎۲۳ اگر تو نے ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو وہ گمراہ کر دیں گے تیرے بندوں کو اور

لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ

نہ جنیں گے مگر ایسی اولاد جو بڑی بدکار، سخت ناشکر گزار ہوگی ؎۲۴ میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے والدین کو

کرتے ہیں کیونکہ اگر یہ بتانا مقصود ہوتا کہ قیامت کے روز ان کو داخل جہنم کیا جائے گا تو فادخلوا نہ کہا جاتا بلکہ ثم ادخلوا ہوتا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ھی نار البرزخ فالمراد عذاب القبر۔ ومن مات فی ماء او نار او اکلتہ السباع اوالطیر مثلاً اصابہ مایصیب المقبور من العذاب۔ یعنی اس آگ سے مراد برزخ کی آگ ہے۔ مقصد عذاب قبر ہے۔ جو شخص پانی میں ڈوب جائے، آگ میں جل جائے یا اسے درندے یا پرندے نوچ کھائیں تو اس کو بھی وہی عذاب ہوتا ہے جو اس ظاہری قبر میں مدفون کو ہوتا ہے۔ معتزلہ عذاب قبر کے منکر ہیں۔ وہ برزخ کی زندگی کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ انہوں نے اس آیت کی تاویلیں کی ہیں۔ علامہ پانی پتی نے اس تمام بیان کا رد کیا ہے اور عذاب قبر کے اثبات کے لیے متعدد احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک پیش خدمت ہے:

حضرت صدیقہ فرماتی ہیں ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی صلٰوۃ الا تعوذ من عذاب القبر۔ میں نے جب بھی حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا حضور نماز کے بعد عذاب قبر سے ضرور پناہ مانگتے۔ (متفق علیہ)

؎۲۲ جب اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو گھیر لیا تو کوئی نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ان کی امداد کرتا اور انہیں عذاب کے چنگل سے رہائی دیتا۔

؎۲۳ الارض سے مراد آپ کی قوم کی سرزمین ہے۔ ای ارض قومہ (مظہری) آپ نے بددعا کی الٰہی! سب کو ہلاک کر دے۔ ان میں سے کسی کو بھی زندہ باقی نہ رہنے دے۔

؎۲۴ معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام باعلام اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتے تھے کہ اب ان کی نسلوں میں کوئی بھی مومن پیدا نہ ہوگا۔ سب فاسق و فاجر، مشرک و کافر پیدا ہوں گے۔

لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا

اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو ۲۵ اور کفار کی

تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝۲۸

کسی چیز میں اضافہ نہ کر بجز ہلاکت و بربادی کے۔

رکوع ۲ ع ۸ | النصف

۲۵ آخر میں اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے اپنے عقیدت مندوں کے لیے بلکہ سب اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت کی دعا مانگی۔

○

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين. وتب علينا انك انت التواب الرحيم. وصل وسلم على سيد الورىٰ امام الانبياء شفيع المذنبين وعلى اٰله وصحبه ومن احبه وعززه واكرمه وتبعه الى يوم الدين.

○